پروفیسر خالد شبیر احمد*

حکومتِ الٰہیہ اور مجلس احرار اسلام

پروفیسر رشید احمد صدیقی اپنی کتاب ''مسلمانوں کے سیاسی افکار'' میں تحریر کرتے ہیں:

''قرآن پاک کے سیاسی نظریات میں اہم ترین ''اقتدارِ اعلیٰ'' کا نظریہ ہے کہ اس کی رُو سے اقتدارِ اعلیٰ کسی انسان کے سپرد نہیں کیا گیا۔ کیونکہ یہ ظلوم وجہول ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مقتدرِ اعلیٰ اُسی ذاتِ حقیقی کو قرار دیا گیا ہے جو نہ صرف خالقِ کائنات ہے بلکہ کائنات کی ربوبیت بھی اس کے لیے مسلّم ہے۔ یہی ذات عقائد واعمال، تدبر وسیاست اور دستور وقانون کا سرچشمہ ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ کے لیے قرآن مجید نے جامع لفظ ''ملکوت'' استعمال کیا ہے۔ جس کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ دنیا کی ہر ہر چیز اللہ کے زیر اقتدار ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت رتبے کے اعتبار سے صرف ارضی ہی نہیں بلکہ اس میں آسمان وزمین کی سب وسعتیں شامل ہیں: ''اللہ کے لیے مشرق ومغرب ہے''...... ''اللہ کے لیے آسمان وزمین کی بادشاہی ہے''

کہیں قرآن پاک میں ارشاد ہے: ''برکت والا ہے وہ جس کے لیے آسمان وزمین اور جو ان کے درمیان ہے اس کی بادشاہی ہے''

کہیں کہا جارہا ہے: ''دنیا وآخرت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے''...... کہیں ارشاد ہوتا ہے: ''حق کی حکومت میں کوئی شریک نہیں''

غرضیکہ قرآن پاک میں جابجا اسلام کے اس تصوّرِ حاکمیت کا ذکر موجود ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق قرآن میں (۲۲) بائیس آیات ایسی ہیں جن میں اللہ کی حاکمیت کا بیان موجود ہے۔

سورہ انعام میں ارشاد ہوتا ہے

:''اور پھر کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور حاکم تلاش کروں حالانکہ اس نے اتاری ہے تم پر واضح کتاب''

سورہ یوسف میں ارشاد ہے: ''حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں اس کا فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو''

سورہ مائدہ میں ارشاد ہے: ''جو اللہ کے نازل کردہ، قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہی کافر ہے''

سورہ یوسف آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد ہے: ''حکم صرف اسی کا ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو

....

☆ سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

اور یہی صحیح دین ہے'' یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ فرماں روائی کا مکمل اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہے۔ اور اللہ کی یہ حکمرانی صرف کائناتی نہیں ہے' بلکہ سیاسی اور قانونی بھی ہے۔ اخلاقی اور اقتصادی بھی۔ قرآن پاک اس بات کی گواہی دے رہا ہے۔ تمام قسم کی حاکمیتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں''۔

سورہ آل عمران میں کہا جا رہا ہے:

''کیونکہ اللہ ملک کا مالک ہے وہ جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے۔''

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے: ''بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔''

سورہ اعراف میں ہے: ''خبردار خلق اسی کی ہے اور امر بھی۔''

مفکر اسلام مولانا محمد اسحٰق صدیقی ندویؒ لکھتے ہیں:

''مقتدر اعلیٰ (Souereign) نظامِ سیاست کا مرکزی حصہ ہوتا ہے۔ جس کے گرد پورا نظام گردش کرتا ہے اور اس کی نوعیت اس سوال کے جواب پر منحصر ہوتی ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ کسے حاصل ہوتا ہے؟''

اس اعتبار سے اسلام کا نظام سیاسی دنیا کے ہر سیاسی نظام سے کلیۃً ممتاز ہے۔ اس میں اقتدارِ اعلیٰ اسی اعلیٰ ہستی کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا ہے۔ جو حقیقی مالک کائنات ہے۔ اس کا بنیادی اصول ہے کہ مقتدرِ اعلیٰ اور فرماں روائے حقیقی محض اللہ جلّ شانہٗ ہے اور اس کے علاوہ کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں۔ اللہ کی آخری کتاب مسئلہ کو بالکل صاف کر دیتی ہے۔

وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. ''آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لیے ہے'' (الشوریٰ)

''یہ حق فرماں روائی مالک کائنات کے ساتھ مخصوص ہے اور جو خالقِ کائنات ہے وہی مالک کائنات ہے۔ اس کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہے اور وہ کسی کا پابند و مطیع نہیں۔ اس کا ہر حکم قانون ہے اور وہ ہر قانون سے بالاتر ہے۔'' (اسلام کا سیاسی نظام ص ۲۸)

درحقیقت حکم اللہ کے فرمان کو کہتے ہیں اور تمام ملت اسلامیہ اس بات پر متفق ہے کہ حکم دینے کا حق اللہ کے سوا کسی دوسرے کو نہیں۔ پس کوئی اسلامی تصوّر اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا جب تک سب سے پہلے اللہ کی سیاسی اور قانونی حاکمیت کا اقرار نہ کرلیا جائے، ریاست اللہ تعالیٰ کی مطیع ہے۔ اس کو حاکمِ اعلیٰ تسلیم کرتی ہے۔ اور اس کے احکامات کو واجب العمل مانتی ہے۔

''حکومت الٰہیہ'' اس عقیدے پر قائم ہے کہ اسلامی حکومت اپنے اختیار او راقتدار اپنی سیاسی اور اقتصادی سرگرمیوں' اپنی معاشرتی تنظیم یا اجتماعی شیرازہ بندی میں عرشِ عظیم کے اس فرمانروا کی حکومت ہے جو اعلیٰ اور بالادست حکمران ہے، انسان جس کا بندہ ہے۔ اور انسانی نظام ایک الٰہی نظام ہے اور حکومت ایک الٰہی اور بلند پایہ حق ہے جو فقط اس کے لیے ہے جو ہمارا اللہ تعالیٰ ہے اور حکم ایسا فعلِ الٰہی ہے جو فقط اسی کو زیبا ہے جو سب کا خالق ہے اور جس کے لیے سب

برابر ہیں۔اس نے دنیا کو پیدا کیا اور دنیا کی طرح اس نے خود حکومت اور نظام حکومت کے لیے قانون بھی بنا دیئے ،حکومت انہی اصولوں اور قانون کو عمل میں لانے کا نام ہے ۔حکم اس کے قانون کا محض نفاذ ہے ۔اس کی ہستی اعلیٰ وارفع ہے جو حکومتِ الٰہیہ میں روح کی حیثیت رکھتی ہے ۔

وہ بلند و برتر مبارک ومعزز ، غالب و بالا دست غیر معمولی مگر واحد یگانہ ہستی ہے ۔ جو حکومتِ الٰہیہ کی تشکیل و ترتیب اور اس کی تمام تر جدو جہد میں نشانِ امتیاز کی حیثت رکھتی ہے ۔ وہی ایک حقیقی وحدت ہے ۔ جس کے نام پر قیامت تک کے لیے قومیں ،ملتیں ،ممالک ،مملکتیں ،طبقات اور جماعتیں اپنے جدا، علاقائی ،ثقافتی ،ملکوں کے علی الرغم ایک وحدت میں گم تو ہوسکتیں ہیں لیکن اس کے نام پر جدا جدا نہیں ہوسکتیں ۔ وہی ہے جو ہر لحاظ سے فرماں روائے اعظم کہلانے کا مستحق ہے وہ خود سب سے بڑا ہے ۔اس کی کوئی مثال نہیں ۔ وہ ایسا برحق حکمران ہے جس کی ہر آن نرالی شان ہے ۔ جو سب پر غالب و بالا دست ہے جو انسان کی معاشی ضروریات کا واحد ذمہ دار ہے اور مضبوط ارادے والا ہے ۔اقتدار کا واحد مالک ہے اور ہمیشہ رہنے والا واحد حکمران ہے ۔

حکومتِ الٰہیہ اپنی سیاسی اور قانونی حیثیت میں دنیا کی تمام اقسامِ حکومت کے مقابلے میں ایک جداگانہ اور منفرد حیثیت کی مالک ہے ۔ وہ اپنی بالادستی اور مخصوص تصوّرِ اقتدارِ اعلیٰ کے اعتبار سے نہ صرف عصر حاضر بلکہ قدیم سیاسی نظریات کی نسبت علیحدہ اور مستقل وجود رکھتی ہے ۔حکومتِ الٰہیہ کے پردے میں ایک ایسا عقیدہ موجود ہے کہ زمین اللہ کی اور حکومت بھی اللہ کی ہے ۔اللہ وہ الٰہ ہے جس کے سامنے تمام دنیا کے انسان خواہ وہ مغرب کے ہوں یا مشرق کے ،خواہ وہ گورے ہوں یا کالے بلا امتیاز ملک و وطن اور بلا امتیاز رنگ ونسل اطاعت وفرماں برداری کے میدان میں اس کے سامنے برابر ہیں ۔اللہ کے وجود کو ماننے کے لیے اللہ کی حکومت کو ماننا ضروری ہے ۔ تاکہ احساس رہے کہ ہم سب برابر ہیں ۔اور ایک اللہ کی پوجا ہی نہیں کرتے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اسی کے بھیجے ہوئے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں ۔اس بات سے یہ احساس بڑھتا ہے اور پروان چڑھتا ہے کہ ہم سب ایک ہی مخلوق ہونے کی نسبت سے آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔تمام کے حقوق یکساں ہیں ۔اور اگر سب انسان برابر ہیں تو پھر انسان کی انسان پر سیاسی ،معاشی برتری کیوں؟ جب سب ایک اللہ کے احکامات کے پابند ہیں تو پھر سب کے حقوق یکساں کیوں نہ ہوں؟ جب سب انسان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے تو اس کے حقِ حکومت میں شرکت کا دعویٰ کیوں؟ کیا اس کے حقِ حکومت میں شرکت ایک سرکشی اور طغیان نہیں؟

حکومتِ الٰہیہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر ایمان لانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ انسانی عقائد واعمال ، انسانی رجحانات واحساسات انسانی افکار وکردار کے لیے ایک مرکزی حکومت قائم ہوجائے اور جب ایک مرکز انسان کو مہیا ہو جائے تو پھر وہ ایک ہی طرح سے سوچیں گے اور ایک ہی طرح سے عمل کریں گے ۔جن سے ان کے کردار اور عمل میں بھی وہ

وحدت آجائے گی جو وحدت اسی ہستی کی وجۂ امتیاز ہے۔ انسان نے اللہ کے علاوہ اقتدار و اختیار کے جن مراکز کو تسلیم کیا ہے وہ نہ تو مستقل ہیں اور نہ ہی انسانی فکر میں وحدت کی خوبی پیدا کرنے کی اپنے اندر اہلیت رکھتے ہیں۔ ایسے مراکز کو مان کر انسانی بکھر کر رہ جاتا ہے اسی لیے تو انسان بکھر گیا ہے۔ بٹ گیا ہے۔ کبھی وطن کی صورت میں تو کبھی نسل کی صورت میں کبھی ذات پات کی شکل میں اور کبھی برادری کی صورت میں۔ ان تمام قسم کی تفریقوں سے نجات پانے کا ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے اور وہ ہے......حکومتِ الٰہیہ۔

تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ اسلامی تعلیمات کا بنیادی اصول عقیدۂ توحید ہے اور عقیدہ توحید اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس فرماں روائے اعظم کو سیاسی و معاشی زندگی میں اسی طرح بالا دست تسلیم نہ کریں۔ جس طرح پوجا اور عبادت کے میدان میں وہ یکتا ہے۔ خلفائے راشدین کا دور اسی عقیدے کا حسین و جمیل پرتو ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں جہاں اور بہت سے امتیازات ہیں وہاں ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ صرف لا الٰہ الا اللہ کے ہی قائل نہیں تھے بلکہ اس کے ساتھ ان الحکم الا للہ کی عملی تفسیر بھی ہیں۔

مجلس احرار اسلام کا نصب العین اسی حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے۔ جس کے لیے وہ دن رات پورے ملک میں مختلف انداز اور طریقہ کار کے تحت کام کر رہی ہے۔ مجلس احرار اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے درمیان چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجلس احرار اسلام کی سیاست، سراسر دین اسلام کے تابع ہے اور اگر یہ بات کہی جائے کہ پورے ملک میں مجلس احرار اسلام ہی ایک واحد جماعت ہے جو دورِ حاضر کے اتار چڑھاؤ سے مرعوب ہوئے بغیر چٹان کی طرح اپنے اس مؤقف پر قائم ہے کہ اللہ کی دھرتی پر جب تک اللہ کا حکم نافذ نہیں کرو گے چین میسر نہیں آئے گا۔ حضرت امیر شریعتؒ کا قول آج بھی فضا میں گونجتا ہے اور ہمیں دعوتِ فکر دے رہا ہے آپ نے فرمایا:

''مخلوق میں جب تک خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا۔ دنیا میں امن نہیں ہوگا''

مجلس احرارِ اسلام ملک کی تمام دینی جماعتوں اور دینی قوتوں کو دعوتِ اتحاد دیتی ہے اور ان سے یہ التماس کرتی ہے کہ آؤ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے، مروجہ سیاست پر لعنت بھیجتے ہوئے قیام حکومتِ الٰہیہ میں مجلس احرار اسلام کی مدد اور اس کے ساتھ دلی تعاون کرو......اور جماعتِ احرار کو ہر لحاظ سے اتنا مضبوط و مستحکم کر دو کہ جماعتِ احرار کی یہ آواز بلند و بلیغ ہو جائے اور کفر و الحاد کی تمام آوازیں اس میں دب کر رہ جائیں۔ قیام حکومتِ الٰہیہ کی آواز کو شعلہ بنا دو کہ غیر اسلامی افکار و نظریات اس میں جل کر خاکستر ہو جائیں اور اس طرح دینِ اسلام کا یہ بنیادی تقاضہ جس کے لیے یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا جلد از جلد ہمارے لبوں سے دل و دماغ کی گہرائیوں پر نقش ہو اور پھر مطلعِ زیست پر آفتابِ حکومتِ الٰہیہ چمکتا دمکتا نظر آئے:

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی باقی بتانِ آذری